انقلابی کردار: ایمان، جہاد اور دعوت

خرم مراد
نائب امیر جماعتِ اسلامی پاکستان

محترم امیرِ جماعت، قائدین تحریکاتِ اسلامی، میرے بھائیو اور بہنو!

ہمارا آج کا یہ وسیع و عظیم اجتماع ایک انتہائی مبارک اجتماع ہے ۔ اس لئے کہ ہم کو جمع کرنے والی چیز اللہ تبارک و تعالیٰ کا نام ہے ۔ اُسی کے نام نے ہم کو ایک جماعت میں ایک دوسرے کے ساتھ منسلک کیا، اسی کے نام پر ہم گھروں سے نکلے، اسی کے نام پر ہم نے یہاں یہ بستی آباد کی ۔ یہ اجتماع مبارک ہے اور خیر و برکت کا حامل ہے اس لئے کہ یہ اللہ کے نام پر جمع ہوا ہے، اور یہ نام ساری برکتوں کا سرچشمہ ہے، اس لیے کہ یہ رب ذوالجلال والاکرام کا نام ہے ۔ تَبٰرَکَ اسْمُ رَبِّکَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ ۔

خدا کا جو نبی آیا وہ ایمان کی پکار بلند کرتا ہوا آیا، وہ اللہ کا نام لیتا ہوا آیا، اس نے اٰمِنُوا بِرَبِّکُمْ کی آواز دی ۔ ہر زمانہ میں اور ہر جگہ ، جس جس نے اس صدا پر لبیک کہا وہ ایک ازلی اور ابدی ایمانی قافلہ کا حصہ بنتے گئے ۔ ہمارا آج کا اجتماع اس لحاظ سے بھی انتہائی مبارک اجتماع ہے کہ یہ اسی ایمانی قافلے کا ایک حصہ ہے ۔ اس قافلے کا شروع کا سرا وقت کی اس گھڑی میں ہے جب سارے انسانوں نے اپنے رب سے بندگی کا عہد کیا تھا۔ جب اس نے پوچھا تھا "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ" ، تو سب نے کہا تھا، "بلیٰ" ۔ اور اس قافلے کا آخری سرا وقت کی اس گھڑی میں ہے جب زندگی کی ساری آرزو اور جستجو آخرت میں یوں ظاہر ہوگی :

وَآخِرُ دَعْوٰھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اس ایمان کی دعوت ہر زماں میں ایک رہی ہے، اس ایمان کی دعوت ہر مکان میں ایک رہی ہے ۔ ابھی آپ نے اسی اسٹیج پر وہ روح پرور منظر دیکھا جب دنیا کے گوشے گوشے سے آئے ہوئے لوگ، جنہوں نے "اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ" کی پکار پر "اٰمَنَّا" کہا ہے، وہ سب یہاں آکر یک جان دو قالب بن گئے ۔ اِس ایمانی قافلہ کے قائد، آدم علیہ السلام سے لے کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک، خدا کے برگزیدہ اور اس کے بھیجے ہوئے بندے رہے ہیں ۔ یہ اجتماع مبارک ہے کہ یہ اسی قافلے کا ایک حصہ ہے ۔ یہ مبارک اجتماع جو آج یہاں پاکستان کے گوشے گوشے سے کھنچ کر جمع ہوا ہے، اپنے رب کے نام پر جمع ہوا ہے، اور اپنے رب کے نام کو، اس کے کلمہ کو، اس کے دین کو بلند کرنے کے لیے جمع ہوا ہے ۔

میرے بھائیو اور بہنو، میں دل کی ایک بات بھی یہاں پر کہتا چلوں ۔ اگر آپ تھوڑی دیر کے لیے زمانے کے فاصلوں کو سمیٹ دیں، شہر کی فصیلوں کو گرا دیں، اپنی نگاہیں پھیر کر پیچھے کی طرف دیکھیں، تو آج سے ۴۸ سال پہلے کا وہ منظر آپ دیکھ سکتے ہیں جب ۷۵ آدمی کھڑے ہو کر اپنے عہدِ ایمان کی تجدید کر رہے تھے ۔ کوئی گڑگڑا رہا تھا، کوئی گریہ و زاری کر رہا تھا، لیکن سب اپنے رب سے عہدِ وفا تازہ کر رہے تھے ۔ ہم سب نہ صرف انبیاءِ کرامؑ کی اس دعوتِ ایمان کے وارث ہیں، جو "اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ" کی صدا میں دی گئی تھی، بلکہ ہم خود اپنے اِس قافلے کے آغاز میں تجدیدِ ایمان کی اس روایت کے بھی وارث ہیں جس پر اس کی بنیاد رکھی گئی ۔ یہ اسی ایمان کی تاثیر ہے، اسی ایمان کی قوّت ہے، کہ ۷۵ آدمیوں کا وہ چھوٹا سا گروہ آج کروڑوں انسانوں پر مشتمل ہے ۔ یہاں سے چند میل دور اسلامیہ پارک کے ایک چھوٹے سے مکان میں جو انسان جمع ہوئے تھے، وہ آج ایک سیلِ رواں بن چکے ہیں جو دنیا کے ایک گوشے سے لے کر دوسرے گوشے تک بہہ رہا ہے ۔ یہ سب ایمان کا کرشمہ ہے، وہ ایمان جس کی صدا ہر نبی اور رسول نے بلند کی ۔

آج کا یہ اجتماع اس لیے بھی مبارک ہے کہ اس کی منزل اسلامی انقلاب ہے ۔ اسلامی انقلاب ہمارے دلوں میں، اسلامی انقلاب ہمارے گھروں میں، اسلامی انقلاب ہمارے ملک میں، اور اسلامی انقلاب بالآخر ساری دنیا میں ۔ یہ انقلاب ایمان ہی کی تفسیر ہے ۔ ایمان جو کچھ کہتا ہے، وہی اسلامی انقلاب ہے ۔ ایمان زندگی میں مکمل تبدیلی لاتا ہے ۔ ایمان سے انسان کے دل کی دنیا بدل جاتی ہے ، اس کے سوچنے کا انداز بدل جاتا ہے، اس کے اخلاق بدل جاتے ہیں، اس کے اعمال بدل جاتے ہیں، گویا کہ زمین بدل جاتی ہے، آسمان بدل جاتا ہے ۔ ہمارا یہ اسلامی انقلاب، ایمان کے تقاضوں سے تِتکا برابر کم نہیں، اور نہ تِتکا برابر زیادہ ہے ۔ اسی اسلامی انقلاب کا نام ہم بلند کرتے

ہیں، اسی انقلاب کے عزم کے ساتھ جمع ہوئے ہیں ۔

اسلامی انقلاب کا عزم دراصل عہدِ ایمان وفا کرنے کا عزم ہے ۔ یہ عزم اللہ کے نام پر مرنے کا، اللہ کے نام پر جینے کا، اللہ کے نام کے ساتھ جڑ جانے کا عزم ہے۔

یہ اللہ کا نام بھی کیسا بابرکت نام ہے! جب پہلی وحی آئی، تو یہ حکم لائی کہ اپنا رشتہ صرف اُسی کے نام کے ساتھ جوڑو، ساری زندگی کا تعلق اسی کے ساتھ قائم کرو ۔ پھر ہدایت کے بعد ہدایت آئی کہ راتوں کو کھڑے ہو تو اس کا نام لو، سب سے کٹ کر اس کے نام کو یاد رکھو، صبح شام اس کا نام لیا کرو، اٹھو، بیٹھو، لیٹو، اس کا نام لو ۔ انسان کے لیے، اپنے دل کی دنیا کے لیے، اپنے گھر کی دنیا کے لیے، اپنے ملک کے لیے، اگر خیر و برکت ہے تو اس کے نام میں ہے جس پر ایمان کی پکار ہے، جو رب ہے، جس نے پیدا کیا ۔ وہ ایمان جو علم کو، زندگی کو، ہر چیز کو رب ذوالجلال والاکرام کے اس نام کے ساتھ جوڑتا ہے جو برکت ہی برکت ہے ۔

میرے بھائیو اور بہنو! عمل کی دنیا میں ایمان کی تعبیر جہاد ہی ہے ۔ قرآن نے بتایا ہے کہ جب بعض لوگوں نے یہ سنا کہ ایمان لاؤ، تو وہ بول اٹھے کہ ہم ایمان لائے، پھر یہ نہیں بتایا گیا، یہ بیان نہیں کیا گیا، کہ اس ایمان کی تعبیر اور تفسیر کیا ہے ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے دوسرے ہی انداز میں ایمان کے معنی کھول دیے ۔ ایمان لانے والوں کے عمل کی زبان میں، نہ کہ الفاظ میں ۔ فرمایا، ایمان لانے والے وہ تھے جنہوں نے ہر چیز کو میرے لیے چھوڑ دیا، جو صرف مجھے اپنا رب کہنے کے جرم میں اپنے گھروں سے نکالے گئے، جن کے اوپر میری راہ چلتے ایذاؤں اور تکالیف کے پہاڑ توڑ دیئے گئے، جو باطل کے آگے سینہ سپر ہو گئے، اور جنہوں نے بالآخر عہدِ ایمان کی وفا میں اپنی جان کی نذر پیش کر دی ۔ یہ ہے ایمان کی حقیقت، ایمان کا راستہ، جو قرآن مجید نے کھول کر بیان کر دیا ہے ۔

ایمان اور جہاد کا ایک دوسرے کے ساتھ رشتہ لازم اور ملزوم کا رشتہ ہے۔ ان کو الگ نہیں کیا جا سکتا، کوئی ان کو الگ نہیں کر سکتا۔ یہ ممکن نہیں کہ آدمی مومن ہو اور وہ مجاھد نہ ہو ۔ قرآن نے اس بات کو یوں بیان کر دیا، اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجَاھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ (الحجرات : ۱۵)

مومن تو وہ ہیں جو صحیح معنوں میں ایمان لائے۔ جن کو راہِ ایمان میں نہ شک ہو نہ شبہ، نہ تردد ہو نہ ہچکچاہٹ ۔ سارے کانٹے نکل گئے، یکسو ہو گئے ۔ جنہوں نے اپنے عہدِ ایمان کو وفا کیا، سب کچھ اللہ کے حوالے کر دیا، اس کی راہ میں مال لگا دیا، جان لگا دی، سب کچھ لگا کر جہاد کیا ۔ اولئک ھم الصادقون ۔ پس یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے ایمان کے دعوے میں سچے ہیں ۔

اللہ کو اپنا رب ماننا صرف ایک بات زبان سے کہہ دینے کا نام نہیں ۔ یہ اتنا آسان نہیں، لیکن کوئی بہت مشکل یا ناممکن کام بھی نہیں ۔ اللہ کا نام لینے، اللہ کو رب ماننے کے بعد اس پر جمنا ضروری ہو جاتا ہے ۔ استقامت کی راہ پکڑنا ہوتی ہے ۔ استقامت کے لفظ میں ہی ایمان کی ساری حقیقت پوشیدہ ہے ۔ ایمان ایک دعوتِ انقلاب ہے، خود ایک انقلاب ہے ۔ جو ایمان لانے کے بعد اپنے ایمان پر جم جائیں، انہی کے اوپر خدا کے فرشتے اترتے ہیں ۔ جو اللہ کا نام لیں اور کہیں کہ ہمارا رب تو وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے، ان کا فرض ہے کہ وہ اِس نام کے لیے کھڑے ہو جائیں اور کھڑے ہو کر اس کا اعلان کریں ۔ ”اِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ“ ۔

یہ ایمان اور یہ جہاد ہی وہ دو چیزیں ہیں جن سے اسلامی انقلاب کی راہ ہموار ہوتی ہے ۔ جو زندگی ایمان کے نور سے منوّر ہوگی، جو زندگی جہاد کی راہ پر گامزن ہوگی، وہی زندگی اسلامی انقلاب کی منزل سے ہمکنار ہوگی ۔ ایمان کا چراغ آپ اپنے دل کی محراب میں روشن کر دیں، یہاں تک کہ آپ کی پوری زندگی منوّر ہو جائے ۔ اپنے دل میں ایمان کا شعلہ اس طرح سجائیں کہ وہ ستارے کی طرح چمک کر ساری دنیا کو زندگی کی نئی راہیں دکھائے ۔ ایمان کا بیج اپنے دل کی کھیتی میں ڈالیں، آرزو اور جستجو، اعمالِ صالحہ اور اخلاقِ حسنہ، کے پانی سے اس کی آبیاری کریں، تو وہ تن آور درخت نمودار ہو گا جس کے پھل ساری انسانیت سدا کھاتی رہے گی ۔

بھائیو اور بہنو، اس ایمان کی روشنی اپنے دل میں سجائیے، اس کو ستارے کی طرح چمکائیے، اس کو دنیا کا، اپنے ملک کا، اپنی قوم کا، اپنی زندگی کا، رہبر بنائیے ۔

جاننے کی ضرورت ہمیں اس بات کی ہے کہ اگر انقلابی کردار ایمان اور جہاد سے بنتا ہے، وہ انقلابی کردار جس کے بغیر ہم اسلامی انقلاب کی منزل سے ہمکنار نہیں ہو سکتے ، تو پھر ایمان کیا ہے، اس کی حقیقت کیا ہے ۔ ایمان کی حقیقت جاننا اور سمجھنا ہو تو یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے ۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام کا صرف ایک جملہ ایمان کی ساری حقیقت آشکار کر دیتا ہے ۔ فرمایا، اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ”میں نے اپنی شخصیت کا، اپنی زندگی کا، رخ ہر طرف سے کاٹ کر صرف اس کی طرف کر لیا ہے جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے“ گویا میں سب سے کٹ کر صرف اس سے جڑ گیا ہوں، وہی میرا مقصود و منزل بن گیا ہے ۔ اور میں اس میں کسی کو شریک نہیں کرتا ۔ گویا نہ رخ کسی اور کی طرف کرتا ہوں، نہ مقصود و منزل کسی اور کو بناتا ہوں، نہ شخصیت اور زندگی کے حصے بخرے کرتا ہوں کہ ایک کا رخ کسی طرف ہو، دوسرے کا قبلہ کچھ اور ہو ۔

جب آپ نے اپنا رخ، اپنے چہرے کا رخ، اپنی زندگی کا رخ اللہ کی طرف کر لیا، اور صرف اسی کی طرف کر لیا، تو آپ نے ایمان کے معنی پا لیے ۔ اس کے بعد اللہ ہی زندگی کا مقصد ہے، وہی قبلہ ہے، وہی مطلوب ہے، اسی کی طرف چلنا ہے، اسی کی طرف دوڑنا ہے ۔

اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھنے کے لیے نماز کو دیکھیے ۔ جب آپ نماز پڑھتے ہیں، اگر آپ کا رخ قبلہ کی طرف نہ ہو تو آپ کی نماز صحیح نہیں ہوتی ۔ اسی طرح زندگی کا رخ اللہ کی طرف نہ ہو بلکہ کسی اور طرف ہو جائے، اس کا مقصود اللہ نہ ہو کوئی اور ہو جائے، اللہ کی رضا نہ ہو بلکہ دنیا یا کسی اور کی رضا ہو جائے۔ وہ زندگی ایمان کی زندگی نہیں بن سکتی ۔ وہ بغیر قبلہ کا رخ کیے نماز کی طرح باطل ہے، مقبول نہیں ۔

ایمان اس کا نام بھی ہے کہ آپ اپنی پوری زندگی کا سودا صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ چکا لیں، اس قیمت کے عوض کہ وہ آپ کو اپنی رضا و خوشنودی اور جنت سے سرفراز فرمائے گا ۔ ان لوگوں میں سے ہو جائیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَہُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ"۔ یعنی بعض لوگوں ہیں جو اپنے آپ کو فروخت کر دیتے ہیں، اللہ کی رضا کے حصول کے لیے۔ جب آپ اپنے آپ کو ہر طرف سے کاٹ کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ جوڑ دیں اور صرف اسی کے ہو رہیں، جب آپ کا مقصود اور مطلوب صرف اللہ تعالیٰ کی رضا بن جائے اور آپ کی نگاہیں اُس جنت کے اوپر جم جائیں جس کی وسعت میں زمین اور آسمان سما جائیں، تو یہی وہ ایمان ہے جو آپ کو، آپ کی تحریک کو، آپ کی جماعت کو، اسلامی انقلاب کی منزل سے ہمکنار کر سکتا ہے ۔

یہ ایمان آپ کو کتنا حاصل ہے؟ یہ میرے کہنے کی بات نہیں، آپ کے اپنے جانچنے اور دیکھنے کی بات ہے ۔ اپنے گریبان کے اندر منہ ڈال کر ، اپنے دل کے اندر جھانک کر دیکھیے، اس کا رخ کس طرف ہے اور وہاں کون کون حکومت کر رہا ہے، آپ کی نگاہیں کن مقاصد پر جمی ہوئی ہیں ۔ ہر کام اللہ کے لیے خالص کر لیجیے ، اسی کے مخلص بن جائیے، ہر چیز اللہ کے لیے کر دیجیے، اسی کے بن جائیے ۔ اس کے بعد آپ ایمان کی حقیقت پائیں گے، ایمان آپ کے لیے ایک لذیذ شے بن جائے گا ۔

آپ نے ایمان کی یہ حقیقت پا لی، تو پھر آپکو سب سے بڑھ کر محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو گی ۔ ایمان کی یہی تعبیر ہے جو قرآن پاک میں بیان کر دی گئی ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، "وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ"۔ وہ لوگ جو ایمان لانے والے ہیں وہ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے

محبت کرتے ہیں ۔ محبت سے زیادہ سچی، محبت سے زیادہ حسین، اور محبت سے زیادہ دلکش کوئی تعبیر ایمان کی ہو نہیں سکتی ۔ محبت کا رشتہ دل کا رشتہ ہے، محبت کا رشتہ قربت کا رشتہ ہے، محبت کا رشتہ عمل کا رشتہ ہے، محبت کا رشتہ یاد کا رشتہ ہے ۔ محبت کا مسکن دل ہوتا ہے ۔ جو محبوب ہوتا ہے اس کی یاد دل میں بستی ہے ۔ جو محبوب ہوتا ہے اس سے ملاقات کی تمنّا دل کو بے کل رکھتی ہے۔ جو محبوب ہوتا ہے اس کی خاطر دل سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے ۔ جو محبوب ہوتا ہے اس کے کوچہ میں جانے کے لیے دل بے قرار رہتا ہے۔ اور دن رات اس کی طرف چلنے کے بعد بھی دل نہ تھکتا ہے نہ سیر ہوتا ہے۔ محبوب کے سامنے حاضر ہوتا ہے تو دل بھی حاضر ہوتا ہے، اور محبوب کا اشارہ ہوتا ہے دل اپنا سب کچھ لا کے حاضر کر دیتا ہے، اپنا مال بھی، اپنی زندگی بھی، اپنے رشتے بھی، اپنے تعلقات بھی، اور جب ضرورت ہو تو اپنی جان بھی ۔ یہی محبت انقلابی ایمان کی تعبیر ہے، یہی محبت انقلابی ایمان کی مظہر ہے ۔ یہی محبت انقلابی ایمان کا لازمی تقاضہ ہے ۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ محبت تو اللہ کے برگزیدہ بندوں کا مقام ہے۔ وہ غلط سمجھتے ہیں۔ قرآن تو کہتا ہے کہ مومن ہے ہی وہ جو اللہ سے محبت کرے، اور سب سے بڑھ کر اسی سے محبت کرے ۔

محبت کے بعد، جس ایمان سے انقلابی کردار بنتا ہے، وہ وفاداری اور اطاعت کے عہد کا نام ہے ۔ ایمان صرف زبان سے اقرار کا نام نہیں ہے، ایمان اللہ تعالیٰ سے معاہدے کا نام ہے ۔ "اِنَّ اللہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ"۔ گویا ایمان کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے آپ کے جسم و جان اور مال خرید لیے ہیں ۔ ہر چیز آپ نے اس کو بیچ دی ہے ۔ اب کوئی چیز آپ کی نہ رہی ۔ نہ ہاتھ پاؤں آپ کے رہے نہ آنکھ اور کان، نہ دل و دماغ آپ کے رہے، نہ گھر بار اور کاروبار، سب اللہ کے ہو گئے ۔

آپ نے تجدیدِ ایمان کر لی، آپ راہِ حق پر آ گئے، آپ نے اسلامی انقلاب کا جھنڈا ہاتھ میں اٹھا لیا، آپ نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کر دیا، آپ اللہ کی کبریائی کے لیے کھڑے ہو گئے، لیکن اگر آپ کا حال یہ ہو کہ آپ نے اپنا مال بھی اس سے بچایا، کہیں اور لگایا یا سینت کر رکھا، اپنے وقت کو بھی اس سے بچایا، اپنی توجہات کو بھی بچایا، اپنے تعلقات کو بھی بچایا، تو پھر یہ ایمان وفائے عہد نہیں، نقضِ عہد ہے ۔ یہ ایمان انقلابی ایمان نہیں جو آپ کو اسلامی انقلاب کی منزل سے ہمکنار کر دے ۔

سب سے بڑھ کر، انقلابی کردار کے ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ اس میں کہیں ظلم کی آمیزش نہ

ہو ۔ ظلم کے معنی کیا ہیں؟ ظلم کے معنی یہ ہیں جو کچھ صرف اللہ کا ہونا چاہیئے آپ کسی اور کا کر دیں، یا اس میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کا حصہ لگا دیں کسی اور کو شریک کر لیں ۔ ایک قسم کے شریک تو وہ ہوتے ہیں جو نظروں سے دیکھے جا سکتے ہیں ۔ یہ پتھر ہو سکتے ہیں، درخت ہو سکتے ہیں، چاند تارے ہو سکتے ہیں، اپنے جیسے انسان بھی ہو سکتے ہیں ۔ لیکن بہت ساری چیزیں ہوتی ہیں جو نظر نہیں آتیں، مگر جو چھپ چھپ کے آپ کے دلوں میں وہ جگہ پا لیتی ہیں جو خدا کی جگہ ہے، آستینوں کے بت بن جاتی ہیں ۔

عبداللہ بن عباسؓ کے الفاظ میں وہ شرک بڑا خطرناک ہے جو ایک کالی چیونٹی کی طرح سیاہ چٹان کے اوپر رینگتا ہے اور کوئی اس کو نہیں پہچانتا ۔ اس کو دیکھنا بھی مشکل، اس سے ہوشیار رہنا بھی مشکل، اس سے بچنا بھی مشکل ۔ اپنی خواہشِ نفس، اپنی پسند ناپسند، اپنی شہرت، اپنا جذبۂ انتقام، اپنی عصبیت، اپنی انا، ان میں سے جو بھی اللہ کے ساتھ، اللہ سے زیادہ یا اللہ کے برابر، محبت و اطاعت اور وفاداری کا مرکز بن جائے، وہی اللہ کا ہمسر اور اس کا شریک ہے ۔ ان کو اپنا معبود بنانا، یہ وہ چیز ہے جس سے ایمان کو پاک ہونا چاہیئے ۔ جس کو ایسا خالص ایمان حاصل ہو، اس سے ہی اللہ تعالیٰ اس انقلاب کا وعدہ فرماتا ہے کہ وہ زمین میں ان کو خلافت عطا کرے گا، "لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ ـــ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا" یعنی جن کی بندگی اللہ کے لیے اس طرح خالص ہو کہ اس میں شرک کی کوئی ملاوٹ نہ ہو ۔

میرے بھائیو اور بہنو، سب سے اہم بات یہ ہے کہ جب ایمان اس طرح دلوں کے اندر راسخ ہو جائے تو انقلابی کردار بنتا ہے، جب انقلابی کردار بنتا ہے تو پھر آپ کا ہر کام صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہونا چاہیئے۔ چھوٹے سے چھوٹا کام ہو یا بڑے سے بڑا۔ جان دینی ہو تو صرف اللہ کے لیے ہو، اور ایک منٹ کے لیے اجتماع میں بیٹھنا ہو تو وہ بھی صرف اسی کے لیے ہو ۔ زبان سے نعرہ لگانا ہو تو اسی لیے ہو، اور ہاتھ سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا ہو تو وہ بھی اسی لیے ہو کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو، اللہ تعالیٰ خوش ہو ۔

اگر صرف اللہ کی رضا ہی مطلوب ہو جائے، تو ان کو جو اسلامی انقلاب کی راہ پر گامزن ہوں اور یہ سمجھتے ہوں کہ انقلابی کردار ایمان اور جہاد پر مشتمل ہے، یہ بات اچھی طرح جان لینا چاہیے، کہ اللہ کی رضا کوئی ایسا کام کر کے ہرگز بھی حاصل نہیں ہو سکتی جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہو، جس سے اس کا غضب بھڑکتا ہو ۔ یہ شیطان کے وسوسے ہوتے ہیں، شیطان کے دھوکے ہوتے ہیں، کہ تم نے فلاں کام نہ کیا تو تم کامیاب نہیں ہو گے انقلاب نہیں آئے گا، اور تم لوگوں میں مقبول نہیں ہو

گے تو تحریک کیسے آگے بڑھے گی ۔ لیکن یہ بات گرہ میں باندھ لیجئیے، اچھی طرح اپنے دل پر لکھ لیجئیے کہ جس کام یا بات سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہو وہ کر کے اس کی رضا حاصل نہیں ہو سکتی، اور جس کام کو کر کے اس کی رضا حاصل نہ ہو اس کام سے اسلامی انقلاب کی راہ ہموار نہیں ہو سکتی ۔ اس بات پر یقین حاصل ہو جائے تو صحیح فکر اور سلامت روی یقینی ہو سکتی ہے، توکّل اور صبر کا وہ خزانہ حاصل ہوتا ہے جس کی کوئی حد نہیں ۔

آخری بات یہ ہے کہ اگر انقلابی ایمان کا نور آپ کے دل کی روشنی بن جائے، دل اس کے لیے کھل جائے، آپ اس روشنی میں زندگی کی راہ چلیں تو پھر کیفیت یہ ہوتی ہے کہ دنیا سے دل کا تعلق کٹ جاتا ہے ۔ دنیا سے تعلق کٹ جانے کے معنی یہ ہرگز نہیں ہیں کہ آدمی گوشہ گیر ہو جاتا ہے، ترکِ دنیا کر کے کسی غار یا صحرا میں جا کر بیٹھ جاتا ہے ۔ نہیں، وہ خوب جانتا ہے کہ یہی دنیا ہے جس کے ذریعے اس کو اللہ کی رضا حاصل کرنی ہے ۔ اس دنیا میں اس کی رضا کے مطابق زندگی بسر کرنے سے ہی وہ آخرت میں اللہ سے ملاقات کے وقت سرخرو ہو سکتا ہے۔ بس یہ کہنا ضروری ہے کہ یہ دنیا آپ کا مسکن نہیں، یہ دنیا آپ کی منزل نہیں، یہ دنیا آپ کا مقصود نہیں، یہ دنیا آپ کی محبوب نہیں ۔ محبوب و مطلوب تو بس وہی کچھ ہے جو موت کے بعد ہے ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَمَنْ يَّشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ" "جس کا سینہ اللہ تعالیٰ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے وہ اپنے رب کی طرف سے نور پا لیتا ہے "۔ جس کے دل میں ایمان کا نور داخل ہو جائے، اس میں فراخی پیدا ہو جاتی ہے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا، یا رسولؐ اللہ، اس کی علامت بیان فرمائیے ۔ ارشاد ہوا ، آخرت کی طرف میلان ہو، دنیا سے بے رغبتی اور یکسوئی ہو، موت سے پیشتر اس کی ، یعنی ، اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تیاری ہو ۔ یہی بات ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور انداز میں یوں بیان فرمائی، "وَاقْطَعْ عَنِّيْ حَاجَاتِ الدُّنْيَا بِالشَّوْقِ اِلٰى لِقَائِكَ"۔ یعنی اللہ سے ملاقات اس طرح محبوب ہو جائے، اللہ سے ملاقات کا شوق اس طرح دل میں اتر جائے کہ دنیا کی حاجتیں، دنیا کی چاہتیں، دنیا کی تمنائیں، دنیا کے مطالبات، ان سب کی جڑ کٹ جائے ۔

ایمان انقلابی کردار کو ایسی تازگی عطا کرتا ہے جو لازوال ہے ۔ آپ اللہ کی رضا کے طلبگار ہیں، آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے معنی اس کی جنت ہے، وہ جنت جس کی وسعت میں زمین اور آسمان سما جائیں ۔ اگر آپ کا مقصود اور مطلوب واقعی وہ جنت ہے جس کی وسعت میں زمین اور آسمان سما جائیں، تو میں آپ سے کہوں گا کہ آپ کے ایمان کو، اور اس پر قائم انقلابی کردار کو، کم سے کم اتنا سدا بہار، اتنا سرسبز اور اتنا ابدی تو ہونا چاہیے ، جتنی جنت سرسبز ہے، جتنی جنت سدا بہار

ہے، جتنی جنت ابدی ہے، جو ایمان آج ہے اور کل نہ ہو، جو ایمان گردشِ زمانہ سے سرد پڑ جائے، باطل سے شکست کھا جائے، آزمائشوں میں ترغیب و خوف کا شکار ہو جائے، آخری سانس تک سلامت نہ رہے، جو ایمان دنیا کی ایک لہر میں بہہ جائے، وہ ایمان اُس جنت میں کیسے لے جاسکتا ہے، جو ابدی ہے ۔ انسان کی فطرت ایسی ضرور ہے کہ حالات کے لحاظ سے ایمان پر کیفیات کے مختلف ادوار آسکتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کو وہ ایمان مطلوب ہے جو ہر اتار کے بعد اور زیادہ اوپر اٹھ جائے، ہر خزاں کے بعد اور زیادہ رنگ لائے اور مہکے، جو آخری سانس تک جانِ زندگی بنا رہے ۔

جس نے اپنا پورا رُخ صرف اللہ کی طرف کر لیا، اور اس بات کو جان لیا اور مان لیا کہ ساری قوتوں کا سرچشمہ صرف اللہ تعالیٰ ہے ، ماشاء اللہ ولا قوۃ الا باللہ، وہی سب سے بڑا ہے، اللہ اکبر، تو آپ بتائیے کہ اس کے بعد کائنات کے اندر کون سی دولت ہے جس کا لالچ ایمان کو متزلزل کر دے، یا کون سے قوت ایسی ہے جس سے خوف اور ڈر ایمان کو کمزور کر دے یا ضائع کر دے ۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کون سی قوت ایسی ہے، جس سے آپ امیدیں باندھیں، کون سی قوت ایسی ہے جس کا آپ آسرا اور سہارا لیں ۔ کوئی آسرا نہ ہو، کوئی سہارا نہ ہو، کوئی اسباب نہ ہوں، بڑی سے بڑی قوت آپ کی مخالف ہو، لیکن اگر آپ نے رب سے ایمان سے رشتہ جوڑ لیا، اپنے دل میں ایمان کا چراغ جلا لیا، اپنی کھیتی میں ایمان کا بیج ڈال دیا، تو اب آپ کے سامنے کوئی قوت، قوت نہیں ہے ۔ سارے سہارے ٹوٹ جائیں تو اس کا ایک سہارا تو ہے، کوئی قوت ساتھ نہ دے تو اس کی قوت تو ساتھ ہے ۔ اس کے سہارے اور اس کی قوت سے بڑا کوئی سہارا اور کوئی قوت نہیں ہے ۔

جب ایمان اس مقام پر پہنچ جائے تو وہ ایک ایسا لباس نہیں ہو سکتا جسے آپ جب چاہیں اوڑھیں اور جب چاہیں اتار دیں ۔ بلکہ ایسا ہوتا ہے کہ ایمان کی مٹھاس، ایمان کی حلاوت، آپ کی زبان محسوس کرتی ہے، آپ کی روح اس کا ذائقہ چکھتی ہے، آپ کا دل اس کے مزے لوٹتا ہے، آپ کی زندگی میں اس کی شیرینی کے اثرات دیکھے جاسکتے ہیں ۔

یہ وہ ایمانی کردار ہے، یہ وہ انقلابی کردار ہے، جس کو حاصل کر کے ہم اپنے اس قافلہ کو پاکستان میں، اور ساری دنیا میں اسلامی انقلاب کی منزل تک پہنچا سکتے ہیں ۔

میرے بھائیو اور بہنو، میں نے آپ سے کہا تھا کہ ایمان کی حقیقت، اس کی تعبیر، اس کی کسوٹی جہاد ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی ایمان مقبول ہے جو جہاد کی راہ پکڑے ۔ آپ ایمان کی حقیقت پر غور کریں تو آپ خود اس نتیجہ تک پہنچ سکتے ہیں ۔

ایک ننھے سے بیج کو دیکھیے ۔ منوں مٹی کے نیچے دبا ہوا ہوتا ہے، لیکن وہ مٹی کا پہاڑ چیر کر باہر

نکلتا ہے۔ پہلے ننھی منّی کونپل نکلتی ہے، پھر وہ ایک مضبوط، توانا اور تن آور درخت بن کر کھڑا ہوتا ہے ۔ اسی طرح ایمان کی یہ سرشت ہے، ایمان کی یہ فطرت ہے، اس کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہ صلاحیّت رکھی ہے، یہ استعداد رکھی ہے، کہ باہر نکلے ، ظاہر ہو اور توانا بن جائے ۔ مزاحمت کرے، مقابلہ کرے اور جو چیز بھی ایمان کا راستہ روکنے والی ہو اس کو راستہ سے ہٹادے ۔ تو ایمان کا راستہ جہاد کا راستہ ہے ۔

اس امّت کی قوّت اور عروج کا راز ایمان اور جہاد کے رشتہ میں پوشیدہ تھا ۔ اس امّت پر زوال اس وقت آنا شروع ہوا جب ایمان اور جہاد کا رشتہ کٹ گیا، جب لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ ایمان کا جہاد سے تعلق ناگزیر نہیں ہے ۔ آدمی بڑا اچھا مومن ہو سکتا ہے، بڑا باکمال ہو سکتا ہے، اس کے بغیر کہ وہ جہاد کرے ۔ حالانکہ قرآن کی ایک ایک آیت کھول کر یہ بات بیان کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہی ایمان مقبول ہے، وہی مطلوب ہے، جس کا نتیجہ جہاد ہو ۔ بار بار فرمایا گیا، کہ جو ایمان لانے والے ہیں وہ اللہ کی راہ میں جہاد سے کوئی عذر نہیں پیش کرتے، کوئی بہانے نہیں بناتے، ہر وقت جان اور مال لیے جہاد کے لیے حاضر رہتے ہیں ۔

ایسا کیوں ہے؟ اس لیے کہ ایمان اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ آپ کی پوری زندگی اللہ تعالیٰ کی ہو جائے ۔ اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک آپ پوری زندگی اللہ تعالیٰ کی بنانے کے لیے جدوجہد نہ کریں اور کوشش نہ کریں ۔ جہاد کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں آپ کو جو کچھ بھی دیا ہے ——— آپ کا وقت، آپ کا جسم، آپ کی صلاحیتیں، آپ کا مال ——— ان میں سے ہر چیز اللہ کے لیے اور اللہ کے دین کے لیے وقف ہو جائے ۔ یہ سب کچھ اللہ کے دین کو غالب کرنے کے لیے، اس کے کلمہ کو بلند کرنے کے لیے، اس کے دین کو ظاہر کرنے کے لیے، اس کے کام میں لگ جائے ۔ جہاد نہ ہو تو ایمان صحیح معنوں میں انقلابی ایمان نہیں ہے ۔ جب ایمان اور جہاد جڑ جاتے ہیں اور ان کا تعلق کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے، زندگی اس تعلق کے محور پر گھومنے لگتی ہے، تو پھر وہ کردار وجود میں آتا ہے جو اسلامی انقلاب لا سکتا ہے ۔

ایمان اور جہاد کے درمیان جو چیز ربط قائم کرتی ہے وہ دعوت ہے ۔ ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ لوگوں کو بلایا جائے اور وہ اللہ کی بندگی پر جمع ہو جائیں۔ جہاد بھی اسی وقت ہو سکتا ہے جب لوگ اس مقصد کے لیے جمع ہوں ۔

اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو آزاد پیدا کیا ہے۔ اختیار کی آزادی دی ہے، اس بات کی آزادی دی ہے کہ ہم چاہیں تو اچھے عمل کریں اور چاہیں تو برے عمل کریں، اس بات کی آزادی دی ہے کہ ہم

چاہیں تو اللہ تعالیٰ کا انکار کریں اور اس کی ناشکری کریں اور چاہیں تو اس کو مانیں اور شکر کا راستہ پکڑیں ۔ فرمایا، "اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا" ۔ ہم نے انسان کو راستہ دکھا دیا ہے ۔ وہ چاہے تو شکر کا راستہ اختیار کرے، اور چاہے تو ناشکری کا راستہ اختیار کرے ۔

یہ سارے لوگ جو زمین پر بستے ہیں ان کو ایمان اور جہاد پر لانے کا راستہ دعوت کا راستہ ہے ۔ دعوت و تبلیغ ہی رسالت کا راستہ ہے ۔ اللہ کا ہر رسول داعی بن کر آیا تاکہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے ۔ داعیاً الی اللہ ۔ وہ چراغ بن کے آیا تاکہ لوگوں کو روشنی دکھائے ۔ سراجاً منیراً ۔ بلانے کے لیے اور روشنی دکھانے کے لیے، وہ بشارت دینے والا بن کے آیا تاکہ لوگوں کے اندر امید کے چراغ جلائے ۔ وہ آگاہ کرنے والا بن کے آیا تاکہ دلوں پر خوف کے تازیانے لگائے ۔ بشیراً و نذیراً ۔

میرے بھائیو اور بہنو، ایمان اور جہاد کے درمیان دعوت ربط قائم کرتی ہے ۔ دعوت کے ذریعے ہی وہ جماعت وجود میں آسکتی ہے جو جہاد کرے، دعوت کے ذریعے ہی وہ جماعت ایسی قوّت بن سکتی ہے جو دوسری قوتوں پر غالب آجائے ۔ دعوت کے ذریعے ہی وہ حرارت پیدا ہو سکتی ہے جو دلوں کو گرما دے ۔ دعوت کے ذریعے ہی انسان بدل سکتے ہیں، کھڑے ہو سکتے ہیں، اور متحرک ہو سکتے ہیں ۔ اور اس طرح متحرک ہو سکتے ہیں کہ اللہ کے دین کو غالب کر دیں ۔ انسان ایمان سے سرشار ہو کر اور جہاد کر کے اللہ کے دین کو غالب کر دیں، اس کے علاوہ دین کو غالب کرنے کا اور کوئی راستہ نہیں ہے ۔

اگر آپ اسلامی انقلاب کا عزم کر چکے ہیں اور اسلامی انقلاب کی منزل کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں، تو یہ خواب دعوت کے کام سے ہی پورا ہو سکتا ہے ۔ جتنے لوگ آپ کے ساتھ آتے جائیں گے، آپ کا قافلہ بڑھتا جائے گا ۔ اگر آج ۵، ۷ آدمی لاکھوں تک پہنچ چکے ہیں تو یہ کام دعوت ہی کے نتیجے میں ہوا ہے ۔ سید مودودیؒ کے الفاظ میں، انقلاب کی منزل اس وقت آئے گی جب صرف ملک میں ہی نہیں بلکہ بین الاقوامی سطح پر کم سے کم اربوں انسان ہماری دعوت سے واقف ہوں گے، کروڑوں انسان ہماری دعوت کو حق مان لیں گے، لاکھوں انسان ہماری اخلاقی اور عملی تائید کے لیے تیار ہوں گے، اور ایک کثیر تعداد ایسے سرفروشوں کی تیار ہو جائے گی جو ہر خطرہ، ہر نقصان اور ہر مصیبت برداشت کرنے اور اپنی جان و مال لٹانے کے لیے تیار ہوگی ۔ اس حالت تک پہنچنے سے پہلے اگر ہم آرزو کریں اور یہ خواب دیکھیں کہ اللہ کا دین غالب آجائے گا، تو یہ خواب پورا نہیں ہو سکتا ۔

اللہ تعالیٰ کے سامنے ہمیں جس بات کی جواب دہی کرنا ہوگی، جس بات کے لیے وہ ہمیں ذمہ

دار ٹھہرائے گا، وہ سب سے بڑھ کر دعوت کی ذمہ داری ہے ۔ وہ آپ سے اس بات کے لیے جواب طلب نہیں کرے گا کہ آپ نے شریعت کیوں نہیں نافذ کر دی، وہ آپ سے یہ نہیں پوچھے گا کہ تم اس بات میں کیوں کامیاب نہیں ہوئے کہ اسلامی نظام قائم کر دیتے، لیکن وہ آپ سے یہ بات ضرور پوچھے گا کہ تمہارے پاس جو حق تھا، تمہارے پاس جو شہادت تھی، تمہارے پاس جو کلمہ تھا، اسے تم نے اپنے گھر میں، اپنے محلہ میں، اپنے گاؤں میں، اپنے ملک میں، کہاں تک پہنچایا ۔ آج بھی اس ملک میں دس کروڑ کی آبادی کے ملک میں، پانچ کروڑ مردوں اور پانچ کروڑ عورتوں کے درمیان، کتنے ہیں جو آپ کی دعوت سے ناواقف ہیں، کتنے ہیں جنہوں نے آپ کا نام بھی نہیں سنا ہے!

اگر اس ملک میں انقلاب آنا ہے، تو اسی صورت میں آسکتا ہے کہ عام آدمی آپ کی دعوت کے لیے کھڑا ہو جائے، آبادی کا ایک بڑا حصہ آپ کے ساتھ آجائے ۔

اس مقام تک پہنچنے کے لیے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کی پیروی کرنا ہوگی ۔ جو آتا تھا وہ آپ کا دروازہ اپنے لیے کھلا پاتا تھا، آپ کی رحمت کی آغوش ہر ایک کو سمیٹ لیتی تھی ۔ کمزور بھی آتے تھے، کچے پکے بھی آتے تھے، گناہ گار بھی آتے تھے ۔ جو ایمان میں کمزور ہوتے تھے وہ بھی آتے تھے، جن کے اعمال ناقص ہوتے تھے وہ بھی آتے تھے جن کی صلاحیتیں کم ہوتیں وہ بھی آتے تھے، جاہل بھی آتے تھے، بدو بھی آتے تھے۔ لیکن آپؐ نے ان سب کو جمع کیا، ایک قوت بنائی، جہاد کی راہ پر کھڑا کر دیا، اور اسی طرح بالآخر اسلامی انقلاب رونما ہوا ۔

میرے بھائیو اور بہنو، دراصل انقلاب لانے کے لیے اس انقلابی کردار کی ضرورت ہے جو ایمان جہاد اور دعوت سے بنتا ہے ایمان، جہاد اور دعوت سے اس کردار کی بنیاد پڑے، اس کا نقشہ بنے، اس کی عمارت اٹھے، اس کی زینت کا سامان ہو، اس میں رنگ آئے ۔ ایک دفعہ اگر آپ نے اس بات کو سمجھ لیا، اپنے ایمان کو مضبوط کیا، ایسا ایمان جس میں آپ کا رخ صرف اللہ کی طرف ہو گیا، آپ کو اللہ سب سے زیادہ پیارا ہو گیا سب سے بڑھ کر آپ نے اس سے محبت کی، سب سے بڑھ کر آپ نے اس پر بھروسہ کیا، اسی سے امیدیں باندھیں، اسی سے ڈرے، اسی کے اجر کے طالب رہے، ساری قوتیں، ساری صلاحیتیں اسی کی راہ میں لگائیں، تو پھر آپ دیکھیں گے کہ اللہ کا وعدہ آپ کے ساتھ پورا ہو گا کہ "اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ" ۔ اگر تمہارے پاس ایمان ہو گا، ایمانی کردار ہو گا، تو تم زمین میں غالب ہو گے ۔ اللہ کا یہ وعدہ بھی پورا ہو گا کہ اگر تم نے میری بندگی اس طرح کی کہ اس میں کوئی شریک نہ ہو تو میں زمین کی خلافت تمہیں عطا کروں گا ۔

زمین کی خلافت بھی آپ کی منتظر ہے، زمین میں غلبہ بھی آپ کا منتظر ہے ۔ لیکن یہ منتظر ہے اس کردار کا جو ایمان، جہاد اور دعوت سے آراستہ ہو اور انہیں ہتھیاروں کو لے کر آگے بڑھے ۔

میرے بھائیو اور بہنو، آج اس عظیم اجتماعِ عام کے آغاز میں اسی ایمان کی بات دل کے اندر تازہ کرنے کی ضرورت ہے، اسی جہاد کے جذبے کو پروان چڑھانے کی ضرورت ہے، اور اسی لیے بالکل آغاز میں، میں نے یہ چند باتیں آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ میرے اور آپ کے دونوں کے لیے نافع کرے ۔

وَ آخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ